23

دلائل کے ساتھ اسلام کو دنیا پر غالب کرنا وہ عظیم الشان کام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اِس زمانہ میں ہمارے سپرد کیا ہے

اس کام کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو اور اس کے لیے صحیح کوشش اور جدوجہد کرتے چلے جاؤ

(فرمودہ 22/ اگست 1958ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ 1 یعنی ابھی تمہاری کمزوری کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ اگر تم میں سو ثابت قدم رہنے والے مومن ہوں تو وہ دو سو کافروں پر غالب آ جائیں گے۔ اور اگر ایک ہزار ثابت قدم رہنے والے مومن ہوں تو وہ دو ہزار کافروں پر غالب آ جائیں گے۔ جب کمزوری دور ہو جائے گی تو پھر کیا ہوگا اور کس نسبت سے مسلمانوں کو یہ غلبہ میسر آئے گا؟ اِس کا علم ہمیں صحابہؓ کے عمل سے ہوتا ہے۔ صحابہؓ نے بعض دفعہ سو سو گنا دشمن سے بھی مقابلہ کیا

ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایک ایک ہزار گنا دشمن سے بھی ان کا مقابلہ ہوا ہے اور وہ غالب آئے ہیں۔ اِس اصول کو مدّنظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو ہماری جماعت اِس وقت دس لاکھ ہے۔ اگر ہمارا ایک آدمی دوسروں کے سو آدمیوں پر بھاری ہو تو موجودہ تعداد کے لحاظ سے دس کروڑ پر ہم دلائل کی جنگ میں فتح حاصل کر سکتے ہیں حالانکہ پاکستان کی کُل آبادی آٹھ کروڑ ہے۔ اور اگر ایک اور ہزار کی نسبت ملحوظ رکھی جائے تو ہمارا دس لاکھ ایک ارب پر غالب آ سکتا ہے۔ دنیا میں عام اصول یہ ہے کہ اگر کسی منظّم جماعت کی تعداد ملک میں ایک فیصدی تک پہنچ جائے تو وہ دوسروں پر غالب آ جاتی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اگر ہم اس سے نصف بھی ہو جائیں اور ہمارے اندر سچا ایمان ہو تب بھی ہم دنیا پر اپنے دلائل کے زور سے غالب آ سکتے ہیں۔

اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ ہمارا مقابلہ چونکہ تلوار سے نہیں بلکہ دلائل سے ہے اس لیے ہمارا کام نسبتاً مشکل ہے کیونکہ دل کا صاف کرنا گردن اُڑانے سے مشکل ہوتا ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ چاہے اور کسی وقت ہم ایک کروڑ ہو جائیں تو پھر ہمارے ایک آدمی کا صرف دو سو سے مقابلہ رہ جائے گا حالانکہ صحابہؓ نے ہزار ہزار کا بھی مقابلہ کیا ہے۔ پس ہماری جماعت کو ہمیشہ اپنا روحانی مقصد اپنے سامنے رکھنا چاہیے اور اس کے لیے صحیح کوشش اور جدوجہد کرتے رہنا چاہیے۔ بیشک اِس راستہ میں مشکلات بھی آتی ہیں لیکن مومن مشکلات سے گھبراتا نہیں بلکہ اُن کو دیکھ کر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہلے سے بھی زیادہ جھک جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ذکر آتا ہے کہ غزوہ احزاب کے موقع پر جب سارا عرب متّحد ہو کر اسلام پر حملہ آور ہوا تو منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ خدا اور اس کے رسول نے مسلمانوں کی کامیابی کے بالکل جھوٹے وعدے کیے تھے 2 لیکن مومنوں نے جب ان لشکروں کو دیکھا تو اُن کے ایمان اَور بھی بڑھ گئے اور انہوں نے کہا ان ابتلاؤں کی تو ہمیں خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبریں دی ہوئی تھیں۔ 3 پس ہمارے لیے ان میں گھبراہٹ کی کونسی بات ہے؟ تو مومن مشکلات سے گھبراتا نہیں بلکہ مشکلات کو دیکھ کر اُس کا ایمان اَور بھی بڑھ جاتا ہے۔ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے متعلق قرآن کریم میں یہ خبریں دی گئی تھیں کہ اس میں مومنوں پر بڑے بڑے ابتلا آئیں گے۔ 4 اِسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ يَاْتِيْ عَلَيْكَ زَمَنٌ كَمَثَلِ زَمَنِ مُوْسٰى 5 یعنی جس طرح موسٰی کی قوم کو فرعون کے لشکر نے گھیر لیا تھا اُسی طرح تیری

جماعت پر بھی موسیٰ کے زمانہ کی طرح ایک دور آنے والا ہے۔ پس دشمن اگر کسی وقت اپنے حملہ سے خوش بھی ہو تو مومن کا ایمان پھر بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ان ابتلاؤں کی خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی ہوئی تھی۔

1953ء میں جب فسادات ہوئے تو ایک گاؤں کا محاصرہ کر کے احمدیوں کا پانی بند کر دیا گیا۔ اُس وقت ایک عورت نے بڑی ہمت دکھائی اور اس نے کہا کہ میں ربوہ جاتی ہوں اور وہاں جا کر یہ خبر پہنچاتی ہوں۔ چنانچہ وہ ربوہ آئی اور اس نے ہمیں حالات سے اطلاع دی۔ اتفاقاً اُن دنوں کچھ دوست باہر سے ربوہ آئے ہوئے تھے۔ میں نے اُن کو کار میں اُس کے گاؤں بھجوایا اور وہ پانی کھول کر آئے۔ اب دیکھو اس عورت کے اندر کتنا ایمان پایا جاتا تھا کہ جہاں مرد ڈر گئے وہاں وہ اکیلی عورت تمام خطرات میں سے گزرتے ہوئے ربوہ پہنچی اور اُس نے ہمیں حالات سے اطلاع دی۔ تو بعض دفعہ یہ کمزور جنس بھی ایسا اعلیٰ نمونہ دکھاتی ہے کہ مردوں کو شرمانا پڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک میراثن تھی جس کے لڑکے کو سِل ہو گئی اور وہ علاج کے لیے اُسے قادیان لے آئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لڑکے کو علاج کے لیے حضرت خلیفہ اوّل کے سپرد کر دیا۔ وہ لڑکا عیسائی ہو چکا تھا جس کا اُس کی ماں کو بڑا صدمہ تھا۔ وہ بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آتی اور کہتی کہ خدا نے آپ کو مسیح موعود بنایا ہے آپ میرے بیٹے کے سر سے جادو اُتار دیں اور اُسے مسلمان بنائیں۔ یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے مگر مجھے اس کی زندگی کی اتنی خوشی نہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ کلمہ پڑھ کر مرے۔ وہ لڑکا بڑا پکا عیسائی تھا۔ ایک رات جب اُس نے دیکھا کہ پہرہ کمزور ہے تو بیماری کے باوجود وہ اُٹھ بھاگا اور بٹالہ کی طرف چل پڑا جہاں عیسائیوں کا مشن تھا۔ کچھ دیر کے بعد اُس کی ماں کی آنکھ کھلی اور اُس نے دیکھا کہ چارپائی خالی پڑی ہے تو وہ سمجھ گئی کہ میرا لڑکا بھاگ گیا ہے۔ وہ بھی اُس کے پیچھے دوڑ پڑی اور دس میل پر جا کر اس نے اپنے بیٹے کو پکڑ لیا اور پھر وہ اُسے قادیان واپس لائی۔ جب صبح ہوئی تو مجھے یاد ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں گر گئی اور روتے ہوئے کہنے لگی کہ خدا کے لیے آپ اسے ایک دفعہ کلمہ پڑھا دیں۔ پھر بیشک وہ مر جائے مجھے اس کی پروا نہیں۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ وہ کلمہ پڑھ کر مرے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور وہ عیسائیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا اور پھر چند دنوں کے بعد مر گیا تو عورتوں میں بھی بعض دفعہ اتنا اخلاص ہوتا ہے کہ

مردوں میں بھی نہیں ہوتا۔

کل ہی ایک شخص کے متعلق جو سندھ میں میری زمینوں پر کام کرتا ہے ایک شخص نے اطلاع کی کہ 1953ء کے فسادات میں اُس نے احمدیت سے توبہ کر لی تھی اور وہ سلسلہ کو گالیاں دینے لگ گیا تھا۔ حالانکہ یہ شخص بھی ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا ہے اور وہ عورت بھی ضلع سیالکوٹ کی ہی تھی جو خطرناک مخالفت کی پروانہ کرتے ہوئے ربوہ پہنچی اور اُس نے مجھے حالات سے اطلاع دی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے اُس وقت کچھ دوست باہر سے آئے ہوئے تھے جن کو کار دے کر میں نے اُس کے گاؤں بھجوایا اور گاؤں والوں نے پانی وغیرہ دینا شروع کر دیا۔

حافظ آباد میں بھی ایک احمدی کے گھر پر لوگ حملہ کرنے کے لیے جمع ہوئے تو ایک بارہ برس کے لڑکے نے اپنے باپ کی بندوق پکڑ لی اور ہوا میں فائر کر دیا۔ اِس پر وہ سارے کے سارے بھاگ گئے اور انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ تو بارہ سال کا لڑکا ہے جسے ہم مار بھی سکتے ہیں۔ اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں۔ لیکن صحابہؓ کو دیکھو تو ہمیں معلوم ہوگا کہ وہ مرتے جاتے تھے مگر ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹتے تھے بلکہ جوں جوں مشکلات آتیں اُن کا اخلاص اَور بھی ترقی کرتا چلا جاتا تھا۔ اور یہی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں بھی پائی جاتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں جو آخری جلسہ سالانہ ہوا اُس میں سات سو آدمی شامل ہوا تھا۔ اب تو ربوہ کی آبادی بھی بارہ ہزار ہے مگر اُن سات سو افراد کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے کہ معلوم ہوتا ہے جس کام کے لیے خدا تعالیٰ نے ہمیں بھیجا تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ اُس جلسہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کے لیے باہر تشریف لے گئے تو ہجوم کی وجہ سے آپ کو بار بار ٹھوکر لگتی اور چھڑی آپ کے ہاتھ سے گر جاتی۔ پھر آپ اُٹھاتے تو تھوڑی دیر کے بعد کسی اَور کی ٹھوکر سے چھڑی گر جاتی۔ اس ہجوم میں ایک شخص آگے بڑھا اور اُس نے چاہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب پہنچ جائے مگر دوسروں نے دھکّا دے کر اُسے پیچھے ہٹا دیا۔ اُسے دیکھ کر ایک پرانا احمدی بڑے جوش سے کہنے لگا تجھے دھکّوں کی کوئی پروا نہیں کرنی چاہیے تھی چاہے تیرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے پھر بھی تیرا کام یہی تھا کہ تُو آگے بڑھتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مصافحہ کر کے آتا۔ یہ مبارک وقت پھر کب نصیب ہونا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے لیے قُربانی کرنا ایک بڑا انعام ہوتا ہے ڈرنے اور گھبرانے کی بات

نہیں ہوتی۔

پس ہماری جماعت کو اس عظیم الشان کام کی تکمیل کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے سپرد کیا گیا ہے ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ اِس وقت دنیا کی آبادی سوا دو اَرب ہے لیکن ممکن ہے اس کام کی تکمیل تک یہ آبادی تین چار اَرب ہو جائے اور ہمارا کام اَور بھی بڑھ جائے۔ بہرحال جماعت کی تعداد کو ترقی دینے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ ہماری نسبتِ مقابلہ کم ہوتی چلی جائے۔ اگر ہم جلدی ہی دس کروڑ تک پہنچ جائیں تو پھر بھی دس اَرب تک ہمارے ایک ایک آدمی کو سو سو کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ پس ہمیں بہت جلد ساری دنیا کو مسلمان بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آخر جتنے لوگ اِس وقت اسلام سے باہر ہیں یہ سب کے سب ہمارے اپنے بچے یا بھائی ہیں۔ اگر وہ ہم سے عمر میں چھوٹے ہیں تو ہمارے بچے ہیں اور اگر برابر ہیں تو ہمارے بھائی ہیں۔ پس اُن کو نیکی کی تلقین کرنا اور انہیں اسلام سے روشناس کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے کیونکہ یہ کام اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا تھا اور ہم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم آپ کے کام کو پورا کریں گے۔ پس جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کونے کونے میں نہیں پہنچ جاتا اور ایک ایک شخص کو ہم اسلام میں داخل نہیں کر لیتے ہم اپنے فرض سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ اس کے لیے ہمیں اپنی جان، عزّت، آبرو سب کچھ لگا دینی چاہیے۔ لیکن اگر ہم ایسا کر لیں تب بھی یہ کام ایک نسل سے پورا نہیں ہو سکتا۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ؕ 6 وہ اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو بھی نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کیا کرتے تھے تا ہمیشہ کے لیے خدائے واحد کی عبادت قائم رہے اور ہمیشہ کے لیے زکوٰۃ کا سلسلہ جاری رہے اور ایک نسل میں ہی یہ کام محدود ہو کر نہ رہ جائے۔ اِسی طرح ہر احمدی کو یہ فیصلہ کر لینا چاہیے کہ میں خود بھی تبلیغِ اسلام کروں گا اور اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو بھی تبلیغِ اسلام کی تلقین کرتا چلا جاؤں گا تا کہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے۔ اور اگر قیامت تک اِس سلسلہ کو جاری رکھا جائے تو صاف بات ہے کہ پھر دنیا میں مسلمان ہی مسلمان رہ جاتے ہیں"۔

(الفضل 10 ستمبر 1958ء)

1: الانفال: 67

2: وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا (الاحزاب:21)

3: وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا
(الاحزاب:23)

4: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ
وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۙ۝۱۵۶ (البقرۃ:156)

5: تذکرہ صفحہ 446۔ ایڈیشن چہارم

6: مریم:56